

ٹوٹ گئی زنجیر

(درویش عظیم سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی نذر)

حبيب جالب

ایک طرف توپوں کے دہانے ایک طرف تقریر
زندان میں بھی ساتھ رہی آزادی کی تو قیر
خوبصورت بن کر پھیلی تیرے خوابوں کی تعبیر
ٹوٹ گئی زنجیر

تجھ سے پہلے عام کہاں تھی دار و رسن کی بات
چاروں جانب چھائی ہوئی تھی مکھوی کی رات
اپنے بھی تھے ظلم پہ مائل بیگانوں کے سات
آگے بڑھ کر تو نے بدل دی ہم سب کی تقدیر
ٹوٹ گئی زنجیر

گلی گلی میں تیرے چرپے نگر گمراہ کہرام
بول کے میٹھی بولی تو نے کیا تھا جگ کو رام
جب تک قائم ہے یہ دنیا رہے گا تیرا نام
کون مٹا سکتا ہے تیری عظمت کی تحریر
ٹوٹ گئی زنجیر

ہنسی ہنسی میں تو نے کھولے اہل ستم کے راز
مرتے دم تک تو نے اٹھائے سچائی کے ناز
کہیں دبائے سے دتی ہے شعلہ صفت آواز
چیر گئی ظلمت کا سینہ لفظوں کی شمشیر
ٹوٹ گئی زنجیر

تیرے خوشہ چیل ہوئے ہیں آج بڑے دھنوان
تو نے اپنی آن نہ پیگی کیسی ہے تیری شان
بات پہ اپنی مست جو جائے وہی ہے بس انسان
شاہ تجھے کہتی ہے دنیا تو تھا ایک فقیر
ٹوٹ گئی زنجیر

(فت روزہ ”چنان“ لاہور، سالنامہ بیاد امیر شریعت، ۱۵ ارجمند ۱۹۶۲ء)